www.KitaboSunnat.com

حدیث و سنت

از غازی عزیر

ایک مشہور حدیث محدثین کی نظر میں

"اتقوا فراسة المؤمن فانه ينظر بنور الله"

(مومن کی فراست سے ڈرتے رہو کیونکہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔)

قرآن کریم کی آیت " اِنَّ فِی ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِيْنَ "[1] کی شرح میں بیان کی جانے والی اس حدیث نے علمائے شریعت اور عوارف طریقت ہر دو طبقات میں بہت شہرت حاصل کی ہے۔ آیت مذکورہ میں لفظ " مُتَوَسِّمِيْنَ " کی تفسیر میں امام ترمذیؒ بعض اہل علم حضرات سے نقل فرماتے ہیں کہ اس سے مراد " مُتَفَرِّسِيْنَ " ہے[2]

امام ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں:

"اس سے مراد " مُتَفَكِّرِيْنَ " ہے"

بعض لوگ کہتے ہیں کہ " نَاظِرِيْنَ الْمُتَفَرِّسِيْنَ " ہے۔"

اور ابوعبیدہؒ کا قول ہے کہ اس سے مراد "مُتَبَصِّرِيْنَ الْمُتَثَبِّتِيْنَ" ہے[3]۔

علامہ جلال الدینؒ اس سے مراد " نَاظِرِيْنَ الْمُعْتَبِرِيْنَ " بتاتے ہیں[4]۔

---

[1] سورۃ الحجر: ۷۵ (ترجمہ: بیشک عبرت حاصل کرنیوالوں کیلئے اس میں بیشمار نشانیاں ہیں)۔

[2] الجامع الترمذیؒ مع تحفۃ الأحوذی ج ۴، صفحہ ۱۳۲۔

[3] فتح الباری لابن حجرؒ ج ۶، صفحہ ۲۱۶۔

[4] تفسیر جلالین برحاشیہ قرآن کریم صفحہ ۲۱۹۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور علامہ شیخ عبدالرحمٰن مبارکپوریؒ فرماتے ہیں کہ:

"ابن عباسؓ کا قول ہے کہ اس سے مراد نَاظِرِیْنَ ہے"

قتادہؒ فرماتے ہیں، "مُعْتَبِرِیْنَ" ہے۔

مقاتلؒ "مُتَفَکِّرِیْنَ" بتاتے ہیں۔

اور مجاہدؒ "مُتَفَرِّسِیْنَ" بتاتے ہیں[1]۔

بہر حال ذیل میں اس حدیث سے ہمارے اصحاب لغت، علمائے کرام اور صوفیاء کرام نے کیا مطلب و معنی اخذ کئے ہیں۔ اس کا مختصر خاکہ پیش کیا جائے گا بعدازاں محدثین کے اُصول پر اس حدیث کی صحت اور اس کے مقام و مرتبہ پر بحث پیش کی جائے گی۔ وَبِاللّٰہِ التَّوفِیْق۔

الیاس انطونؔ اپنی عربی، انگریزی لغت "قاموس الیاس العصری" میں "فِرَاسَۃ" کے معنی "مَعْرِفَۃُ الْاَخْلَاقِ مِنَ الْمَلَامِحِ ۔۔۔ (To Observe & Study Physiognomy of) ، (یعنی علم قیافہ سے کسی شخص کے اخلاق کا مطالعہ و مشاہدہ کرنا) بتاتے ہیں[2]۔ لیکن اس کا صحیح اور قریب ترین انگریزی ترجمہ اس طرح ہونا چاہئے:

"To Scrutinize The Promising signs in"

علامہ الیاس انطونؔ نے اپنی لغت میں "فراست" کی کئی قسمیں شمار کی ہیں مثلاً "فِرَاسَۃُ الْیَدِ" جس کو انگریزی میں پامسٹری یا کیرومینسی (Pamistry / Chiromancy) کہتے ہیں اور فِرَاسَۃُ الدِّمَاغِ "جسکو انگریزی میں فرینولوجی (Pherenology) کہتے ہیں[3] وغیرہ۔

علامہ شیخ محمد اسمٰعیل عجلونی الجراحیؒ لفظ "فراسۃ" کی شرح میں فرماتے ہیں:

"فِراسہ میں حرف "ف" کسرہ کے ساتھ ہے، صحاح میں مذکور

---

[1] تحفۃ الأحوذی للمبارکفوریؒ ج ۴، صفحہ ۱۳۲-۱۳۳-

[2] قاموس الیاس العصری لأنطون صفحہ ۴۹۸۔

[3] ایضاً۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ فراسہ کسرہ کے ساتھ اسم ہے اور اس سے مراد وہ قول ہے کہ کوئی کہنے والا یوں کہے کہ مَیں نے اِس میں یہ اچھی (علامات) دیکھیں۔ مُتفرّس دیکھتا اور تثبیت کرتا ہے۔ اسی لفظ کی مناسبت سے کسی کو فارس النظر شخص کہا جاتا ہے[1]"

اور علامہ عبدالرحمٰن مبارکپوریؒ فرماتے ہیں:

"فراسہ بالکسر اِسم ہے، مثلاً یہ قول کہ مَیں نے فلاں میں خَیرٌ (کی علامات) دیکھیں"

فراست کی[2] دو قسمیں ہیں:

پہلی قسم وہ جو اِس حدیث کے ظاہری معنی پر دلالت کرتی ہے یعنی اللہ تعالےٰ اپنے اولیار کے دلوں میں فراست ڈال دیتا ہے جس سے وہ لوگوں کے احوال، واقعات اور حوادث کی اصابت بنوعیتِ کرامت جان لیتے ہیں۔

فراست کی دوسری قسم وہ ہے جو تجربات، خلق و اخلاق کے وسیع مشاہدے اور اِن کے دلائل سے حاصل ہوتی ہے۔ فراست کی اِس قسم سے بھی لوگوں کے احوال کا علم حاصل کیا جا سکتا ہے۔ علمار نے علم الفراست میں بہت سی قدیم و جدید کتب تصنیف کی ہیں جیساکہ النہایۃ اور خازن وغیرہ میں مذکور ہے[2]"

جیوتش، علمِ قیافہ، علمِ جعفر، علم الرمل، پامسٹری، علمِ کاسۂ سر، فال گوئی یا کہانت، علم الاعداد، علم الحروف، علم النجوم وَالہیئۃ اور علم طبیعات و موسمیات وغیرہ کا تعلق بھی اسی دوسری قسم کی فراست سے ہے۔

شارح ترمذی علامہ عبدالرحمٰن مبارکپوریؒ نے علامہ مناویؒ کے حوالہ سے اس حدیث کی شرح میں اصلاً وہی فکر پیش کی ہے جو اکثر ہمارے صوفیار کرام بیان کرتے ہیں، چنانچہ رقمطراز ہیں:

"علامہ مناویؒ کا قول ہے کہ (اِتَّقُوْا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ) یعنی کسی

---

[1] کشف الخفار للعجلونیؒ، ج ۱، صفحہ ۴۳۔

[2] تحفۃ الأحوذی للمبارکفوریؒ، ج ۴، صفحہ ۱۳۲-۱۳۳۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مومن کو ضمائر کی پوشیدہ باتوں کی اطلاع اس طرح ہو جاتی ہے کہ انوار (الٰہی) اس کے قلب پر پڑ کر چمکنے لگتے ہیں۔ جس سے اس کے لئے حقائق روشن اور واضح ہو جاتے ہیں۔ (فَإِنَّهُ يَنْظُرُ بِنُورِ اللّٰهِ) سے مراد یہ ہے کہ وہ اپنے مشرق دل کی آنکھ سے اللہ تعالیٰ کے نور کو دیکھتا ہے۔ فراست کی اصل یہ ہے کہ اس روح کو جو عقل کی بصیرت سے متصل ہو اگر انسانی آنکھوں سے گرنہ لپیٹ دیا جائے تو اس کا ان آنکھوں سے تعلق ٹوٹ جاتا ہے، چنانچہ ایسا شخص اس روح سے اپنی بصیرت اور ان دونوں کے بیچ سے اشیاء کے ادراک کا کام لیتا ہے۔ پس اگر عقل اور روح کو نفس کی مشغولیات سے فارغ کر لیا جائے تو روح دیکھنے لگتی ہے اور عقل ہر اس چیز کا ادراک کرنے لگتی ہے جو کچھ روح دیکھتی یا دیکھ سکتی ہے لیکن عام طور سے لوگ ایسا کرنے سے عاجز و قاصر رہتے ہیں کیونکہ ان کی ارواح ان کے نفوس اور ان کی خواہشات سے ہمہ وقت وابستہ ہوتی ہیں۔ پس اشیائے باطن کے ادراک کے لئے روح کی بصیرت کا کام کرنا ایسی حالت میں کہ کوئی شخص اپنی شہوات و خواہشات اور عبودیت کے کاموں میں اس قدر مصروف ہو کہ اپنے نفس میں ہی الجھ کر رہ جائے تو اس پر تو صرف ظلمات کا نزول ہی ہوتا ہے، وہ شخص ان اشیاء کو کیسے دیکھ سکتا ہے جو اس سے پردۂ غیب میں ہیں؟"[۵۱]

اِس کلام کے موازنہ کے لئے ذیل میں ہم بعض مشہور صوفیاء کا نظریہ پیش کرنے کی اجازت چاہتے ہیں۔

❊

مشاہدہ اہلِ تصوف کی زندگی کا ایک اہم منصب ہے۔ مشاہدہ کا تعلق چونکہ قلب سے ہوتا ہے اور اسی کے آئینہ میں نورِ الٰہی کا انعکاس ہوتا ہے لہذا قلب کی نورانیت کو مستقل اور پائیدار کرنے کے لئے مجاہدہ، ریاضت، خلوت نشینی اور چلہ کشی سے اسے صیقل کیا جاتا ہے۔ چنانچہ امام ابو حامد غزالیؒ (م ۵۰۵ھ) فرماتے ہیں:

---

۵۱ ایضاً و فیض القدیر شرح الجامع الصغیر للمناویؒ، ج ۱۷، صفحہ ۱۴۲-۱۴۳۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اب جاننا چاہئے کہ اہلِ تصوف علوم الہامی کی طرف راغب ہوتے ہیں ۔ علومِ تعلیمی کی طرف مائل نہیں ہوتے اور یہی وجہ ہے کہ کتابیں مصنفین کی نہیں پڑھتے اور اقوال و ادلّہ سے بحث نہیں کرتے ۔ بلکہ یہ فرماتے ہیں کہ اول خوب مجاہدہ کرنا چاہئے اور صفاتِ ذمیمہ اور تمام علائق کو قطع کرکے ہمہ تن و تمامِ ہمت خدائے تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونا چاہئے اور جب یہ بات حاصل ہو جاوے گی تو خدا تعالیٰ خود متکفل اور متولی اپنے بندہ کے قلب کا ہو جاوے گا اور جب وہ متولی ہوگا تو اس پر سایۂ رحمت ہوگا اور قلب میں نور چمکنے لگے گا اور سینہ کھل جاوے گا اور سرِ ملکوت اس پر ظاہر ہوگا اور قلب کے سامنے سے حجاب دور ہو جائے گا اور اُمورِ الٰہیہ کے حقائق اس میں روشن ہوں گے پس اس تقریر کے بموجب بندے کا کام صرف اتنا ہے کہ محض تصفیہ کرے اور اپنی ہمت کو ارادۂ صادق کے ساتھ متوجہ کرے اور رحمتِ الٰہی سے ہمیشہ انکشاف کا منتظر اور پیاسا رہے ۔ پس انبیاء اور اولیاء کے اُوپر جو امر منکشف ہو جاتا ہے اور دلوں پر نور پھیل جاتا ہے کچھ تعلیم اور نوشت خواند کتب سے نہیں ہوتا بلکہ دنیا میں زھد کرنے اور خلائق سے منقطع ہونے اور اشتغالِ دنیاوی سے فارغ البال ہونے اور بتمام ہمت متوجہ الی اللہ ہونے سے ہوتا ہے کیونکہ جو اللہ تعالیٰ کا ہو رہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا ہو جاتا ہے اور اہلِ تصوف کا یہ بھی مقولہ ہے کہ اسباب میں اول علائقِ دنیا کو بتمامہا منقطع کر ڈالے اور دل کو ان سے فارغ کرے اور ہمت کو اہل اور مال اور اولاد اور باطن اور علم اور ولایت اور جاہ سے اُٹھائے اور دل کو ایسی حالت میں کرے کہ اس کے سامنے چیزوں کا ہونا (اور نہ ہونا) برابر ہو جاوے پھر اپنے آپ ایک گوشہ میں ہو بیٹھے اور ضروریاتِ فرائض و وظائف پر اکتفاء کرکے بجمیع ہمت ماسوی اللہ سے فارغ البال ہو جاوے یہاں تک کہ قرأتِ قرآن اور معانی تفسیر و حدیث وغیرہ کی فکر سے بھی اپنا دھیان پریشان نہ کرے بلکہ اس باب میں کوشش کرے کہ سوائے خدا تعالیٰ کے دل میں اور کچھ نہ رہنے پائے اور خلوت میں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیٹھ کر بحضورِ قلب اللہ اللہ کہتا رہے ۔۔۔۔۔ تو لوامع حق اس کے دل میں چمکنے لگیں گے اور ابتداء میں بجلی کی طرح گزر جائیں گے اور ذرا نہیں ٹھہریں گے الخ"[1]

مشہور صوفی علی بن عثمان ہجویریؒ فرماتے ہیں :

"جب اللہ کا دوست موجودات سے آنکھیں پھیر لیتا ہے تو لامحالہ دل سے اللہ کو دیکھ لیتا ہے ۔۔۔۔ اور جو مجاہدہ میں جتنا خالص ہوگا مشاہدہ میں اتنا ہی سچا ہوگا کیونکہ باطن کا مشاہدہ ظاہر کے مجاہدہ کے ساتھ مقرون ہے"[2]

اور شیخ شہاب الدین سہروردیؒ فرماتے ہیں :

"اہلِ تصوف کا خیال ہے کہ قلب کو جلا دینے کی ان تمام کوششوں کے نتیجہ میں ایک طرف تو نورِ یقین پیدا ہوتا ہے اور دوسری طرف مشاہدۂ غیب یعنی خدائے پاک کی عظمت و جلال کے مشاہدہ کے علاوہ علومِ الہامی لدنی بندہ پر مکشوف ہوتے ہیں"[3]

امام غزالیؒ اس مشاہدہ کی کیفیت اور نوعیت پر روشنی ڈالتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں :

"قلب میں جو حقیقت عالم کی آتی ہے تو کبھی تو حواس ہی سے آتی ہے اور کبھی لوحِ محفوظ سے آتی ہے جس طرح پر آنکھ میں سورج کی صورت کبھی تو اس کی طرف دیکھنے سے آتی ہے اور کبھی بذریعہ پانی کے دیکھنے سے جس میں کہ آفتاب کا عکس ہوتا ہے اور یہ عکس آفتاب کی صورت اصل ہی کے مشابہ ہوتا ہے اس طرح جب دل کے سامنے سے حجاب

---

[1] احیاء علوم الدین للغزالیؒ، ج ۳، صفحہ ۲۸ - ترجمہ محمد احسن صدیقی نانوتوی طبع دارالاشاعت، کراچی ۱۹۷۸ء۔

[2] کشف المحجوب، مصنفہ علی ہجویریؒ، صفحہ ۲۸۹، طبع لاہور ۱۹۷۸ء۔

[3] عوارف المعارف للسہروردیؒ، صفحہ ۱۱۴ طبع مصر ۱۲۹۲ھ۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دُور ہو جاتا ہے تو لوحِ محفوظ کی چیزیں سوجھنے لگتی ہیں اور ان کا علم اس میں آجاتا ہے، اس صورت میں جو اس کے استفادہ سے مستغنی ہو جاتا ہے۔ پھر (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے) ان لوگوں کی توصیف میں خداوندِ کریم کا یہ قول ارشاد فرمایا کہ پھر میں اپنے چہرہ کو ایک طرف کرکے متوجہ ہوتا ہوں۔ تجھے معلوم ہے کہ کس کے سامنے میں اپنا چہرہ کرتا ہوں اور کوئی جانتا ہے کہ میں ان کو کیا دینا چاہتا ہوں۔ پھر ارشاد فرمایا کہ اول یہی عطا ہوتی ہے کہ ان کے دلوں میں روشنی ڈال دیتا ہوں تو وہ میرے حال سے خبر دینے لگتے ہیں جیسے میں ان کا حال کہتا ہوں اور مدخل ان خبروں کا دروازہ باطنی ہے[1] الخ"

امام غزالیؒ مزید فرماتے ہیں:

"حضرت ابودرداءؓ فرماتے تھے کہ مومن وہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ کے نور سے پردہ کے پیچھے کی چیز نظر آوے اور قسم کھا کر ارشاد فرماتے ہیں کہ بات ٹھیک ہے کہ اللہ تعالیٰ امرِ حق کو مؤمنوں کے دلوں میں ڈال دیتا ہے اور ان کی زبانوں پر جاری کر دیتا ہے۔ اور بعض سلف کا قول ہے کہ مومن کا غلبہٴ گمان کہانت ہے اور حدیث شریف میں وارد ہے:

اِتَّقُوْا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَإِنَّهُ يَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى۔[2]

یہ مشاہدہ حق یا مشاہدہٴ غیب صوفیاء کو بالعموم یقینِ قلب کے نور سے ہوتا ہے جیسا کہ شیخ ابوطالب مکیؒ فرماتے ہیں:

وَمَا كَانَ مِنْ مُعَايَنَةِ الْغَيْبِ بِعَيْنِ الْيَقِيْنِ فَهُوَ مُشَاهَدَةٌ۔

"یعنی بنظرِ یقین غیب بینی کو ہی مشاہدہ کہتے ہیں[3]"

---

[1] إحياء علوم الدين للغزالیؒ، صفحہ ۳۰۔

[2] ایضاً صفحہ ۳۲۔

[3] قوت القلوب لأبی طالبؒ المکی ج۱، صفحہ ۱۸۷، طبع مصر ۱۳۹۱ھ۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح ابوالحسن نوری کا قول ہے کہ:

"یقین ہی مشاہدہ کا نام ہے"[1]

شیخ اکبر محی الدین ابنِ عربی بھی یقین کی حقیقت "مُشَاهَدَةُ الْحَقِّ بِلَا الْخَلْقِ"[2] بتاتے ہیں۔

"یقینِ قلب" کا نور جس سے صوفیاء کو مشاہدۂ حق ہوتا ہے اسے نورِ الٰہی کی ہی ایک شعاع سمجھا جاتا ہے۔ جس دل میں یہ نور الٰہی موجود ہو یا جسے مشاہدۂ حق ہوتا ہو، اسے صوفیاء کی اصطلاح میں "روشن ضمیر" کہا جاتا ہے۔ یہ نورالٰہی اس قوتِ فراست سے عبارت ہے جو بندۂ صادق کے قلب میں مراقبہ، مجاہدہ، ریاضت، خلوت نشینی اور چلہ کشی وغیرہ کے باعث عطیہ ربانی کے طور پر وَدیعت کرتی ہے۔ اسی شعاع یا نورِالٰہی کی وساطت سے بندہ ذوقی طور پر خدایا اپنے اطراف یا غیوب کی اشیاء حتیٰ کہ لوحِ محفوظ کا مطالعہ و مشاہدہ کرتا ہے۔ صوفیاء کہتے ہیں کہ:

"جس شخص کے اندر یہ "نورِ فراست" جتنا زیادہ ہوگا اس کا مشاہدۂ حق اتنا ہی محکم ہوگا"[3]

اس "نورِ فراست" کو تصوف کے علماءِ ربانیین کے خواص میں سے بتایا گیا ہے جن کے متعلق ان کا خیال ہے کہ:

"وہ متخلق باخلاق اللہ ہوتے ہیں"[4]

ایک مشہور بزرگ صوفی واسطی اس "نورِ فراست" کے متعلق فرماتے ہیں:

"إِنَّ الْفِرَاسَةَ سَوَاطِعُ أَنْوَارٍ لَمَعَتْ فِي الْقُلُوبِ وَتَمَكِّنُ مَعْرِفَةٍ حَمَلَتِ السَّرَائِرَ فِي الْغُيُوبِ مِنْ غَيْبٍ إِلَى غَيْبٍ حَتَّى يُشْهِدَ الْأَشْيَاءَ مِنْ حَيْثُ أَشْهَدَهُ الْحَقُّ سُبْحَانَهُ إِيَّاهَا"[5]

---

[1] تعرف لمذہب اہل التصوف لابی بکر کلاباذی، صفحہ ۱۰۳، طبع مصر ۱۳۸۰ھ۔

[2] فتوحات المکیۃ لابن عربی، ج ۲، صفحہ ۴۹۵، طبع مصر ۱۳۲۹ھ۔

[3] الرسالۃ القشیریۃ لابی القاسم القشیری، صفحہ ۱۳۹، طبع مصر ۱۳۰۴ھ۔

[4] ایضاً ۱۳۸ صفحہ۔

[5] ایضاً صفحہ ۱۳۷۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک اور صوفی بزرگ کا فراست کے متعلق قول ہے:

"الأرواح تتقلب في الملكوت فتشرف على معاني الغيوب فتنطق من أسرار الخلق نطق مشاهدة"[۵۱]

صوفیاء بیان کرتے ہیں کہ یہ "صحتِ یقین" یا "نورِ فراست" صفات و ذاتِ حق کے مشاہدہ سے پیدا ہوتا ہے اور صفات و ذات کا مشاہدہ ذوقی یا وجدانی طور پر ہی ممکن ہے، عقل سے اس کا ادراک نہیں ہو سکتا کیونکہ عقل اس کے ادراک سے قاصر ہے صفات و ذاتِ الٰہی کے مشاہدے سے اہلِ تصوف کی مراد عموماً یہ ہوتی ہے کہ اسماء و صفات کے معانی اور ذاتِ حق کے اسرار ان کے قلوب پر درجۂ یقین کی حد تک منکشف ہو جائیں۔ اس انکشاف کے مختلف درجات بیان کئے جاتے ہیں جنہیں اہلِ تصوف مدارجِ توحید کے الفاظ میں لے آتے ہیں۔

غرض ان تمام بلند و بالا دعووں بلکہ صوفیانہ ہفوات کی بنیاد اسی مشہور روایت "اتقوا فراسة المؤمن فإنه ينظر بنور الله" پر ہے۔ مقامِ صد افسوس ہے کہ ہمارے بعض مقتدر علماء اور اکابرین بھی اہلِ تصوف کی اسلام دشمنی کی شناخت نہ کر سکے لہٰذا انہوں نے صوفیاء کی فکر کے زیرِ اثر اپنی قابلِ قدر تصانیف میں ان غیر مستند لغویات و خرافات کو جگہ دے ڈالی ہے۔ فإنا لله وإنا إليه راجعون۔

(یہ حدیث الجامع للترمذیؒ، المعجم للطبرانیؒ، "النوادر" للحکیم ترمذیؒ، الطب لأبی نعیم حلیۃ الأولیاء لأبی نعیمؒ، الطبقات الصوفیہ للسلمیؒ، الأربعین الصوفیہ للمالینیؒ الأربعین الصوفیہ لأبی نعیمؒ، إحیاء علوم الدین للغزالیؒ، تاریخ بغداد للخطیب بغدادیؒ، التاریخ الکبیر للبخاریؒ، الضعفاء الکبیر للعقیلیؒ الکامل فی الضعفاء لابن عدیؒ، کتاب المجروحین لابن حبانؒ میزان الاعتدال للذہبیؒ، صفۃ الصفوۃ لابن الجوزیؒ تفسیر لابن جریرؒ، تفسیر لابن کثیرؒ، الجزء لحسن بن عرفہؒ الأمثال لأبی الشیخ عسکریؒ، الفوائد لنصر الدمشقیؒ جامع العلم لابن عبد البرؒ المنتقیٰ من مسموعاتہ بمرو لضیاء المقدسیؒ، مجمع الزوائد للہیثمیؒ، مجلسین ؒ الامالی لابن بشرانؒ، طبقات الاصبہانیین لأبی الشیخ عسکریؒ، کنز العمال لأبی الفضل الغاری، الجامع الکبیر للسیوطیؒ، الجامع الصغیر، ضعیف

---

[۵۱] ایضاً صفحہ ۱۳۸۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الجامع الصغیر وزیادتہ للألبانی، الدرر المنتشرۃ للسیوطیؒ، فیض القدیر للمناویؒ، تحفۃ الاحوذی للمبارکفوریؒ، اسنی المطالب للحوت بیروتیؒ، تمیز الطیب من الخبیث للشیبانی الاثریؒ، المقاصد الحسنۃ للسخاویؒ، التذکرۃ فی الأحادیث المشتہرۃ للزرکشیؒ، اللآلی المصنوعۃ فی الأحادیث الموضوعۃ لابن الجوزیؒ، تنزیۃ الشریعۃ المرفوعۃ لابن عراقؒ، کشف الخفاء ومزیل الالباس عما اشتہر للعجلونیؒ، الفوائد المجموعۃ للشوکانیؒ، الفرقان بین أولیاء الرحمٰن وأولیاء الشیطان لابن تیمیہؒ، قواعد التحدیث من فنون مصطلح الحدیث للقاسمیؒ، فہرس الأحادیث الصحیحۃ در اختتام الضعفاء الکبیر للعقیلیؒ مرتبہ دکتور عبدالمعطی امین قلعجی، سلسلۃ الأحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ للألبانی اور سلسلۃ الأحادیث الصحیحۃ للألبانی وغیرہ میں مذکور ہے[۵۱]

---

۵۱ جامع الترمذیؒ مع تحفۃ الأحوذی ج ۴، صفحہ ۱۳۲، حلیۃ الأولیاء لأبی نعیم اصبہانیؒ، ج ۴، صفحہ ۸۱، ۹۴، ج ۲، صفحہ ۱۱۸، ج ۱۰، صفحہ ۲۸۱، الطبقات الصوفیہ للسلمیؒ صفحہ ۱۵۹، اربعین الصوفیہ للمالینیؒ ج ۳ صفحہ ۱، أربعین الصوفیہ لأبی نعیم ج ۱، صفحہ ۶۲، إحیاء علوم الدین للغزالیؒ (مترجم) ج ۳، صفحہ ۲۸، تاریخ بغداد للخطیب بغدادیؒ ج ۳، صفحہ ۱۹۱، ج ۵، صفحہ ۹۹، ج ۷، صفحہ ۲۴۲، التاریخ الکبیر للبخاریؒ ج ۴، صفحہ ۳۵۴، الضعفاء الکبیر للعقیلیؒ ج ۴، صفحہ ۱۲۹، الکامل فی الضعفاء لابن عدیؒ ج ۱، صفحہ ۲۲، کتاب المجروحین لابن حبانؒ ج ۳، صفحہ ۳۲، میزان الاعتدال للذہبیؒ ج ۴، صفحہ ۱۷، صفۃ الصفوۃ لابن الجوزیؒ ج ۲، صفحہ ۱۲۶، تفسیر ابن جریرؒ ج ۱۴، صفحہ ۳۱، ۳۲، تفسیر ابن کثیرؒ ج ۳، ۱۴/پ، الجزء لحسن بن عرفہؒ (بعدم قید صفحات)، الأمثال لأبی الشیخؒ صفحہ ۱۲۶-۱۲۸، الفوائد لتمام دمشقیؒ ج ۲، صفحہ ۲۲۹، جامع العلم لابن عبدالبرؒ ج ۱، صفحہ ۱۹۶، المنتقی من مسموعاتہ بمرو لضیاء المقدسیؒ ج ۲، صفحہ ۳۲-۱۲۷، مجمع الزوائد للہیثمیؒ ج ۱۰، صفحہ ۲۶۸، مجلسین من الامالی لابن بشران صفحہ ۲۱۰-۲۱۱، طبقات الاصبہانیین لأبی الشیخ، صفحہ ۲۲۳، ۲۲۴، کنز الثمین لأبی الفضل الغماریؒ حدیث ۵۵، الجامع الکبیر للسیوطیؒ ج ۱، صفحہ ۱۷، الجامع الصغیر حدیث ۱۵۱، ضعیف الجامع الصغیر وزیادتہ للألبانی حدیث ۱۲۷، الدرر المنتشرۃ للسیوطیؒ حدیث ۹، فیض القدیر للمناویؒ ج ۱، صفحہ ۱۴۲-۱۴۳، تحفۃ الأحوذی للمبارکفوریؒ ج ۴، صفحہ ۱۳۲-۱۳۳، اسنی المطالب للحوتؒ بیروتی، صفحہ ۳۰، تمیز الطیب للشیبانیؒ صفحہ ۱۳، المقاصد الحسنۃ للسخاویؒ، صفحہ ۱۹، التذکرۃ فی الأحادیث المشتہرۃ للزرکشیؒ، صفحہ ۱۸۱-۱۸۲، اللآلی المصنوعۃ فی الأحادیث الموضوعۃ للسیوطیؒ ج ۲، صفحہ ۳۲۹، الموضوعات لابن الجوزیؒ، ج ۳، صفحہ ۱۴۶-۱۴۸، تنزیۃ الشریعۃ المرفوعۃ لابن عراق الکنانیؒ ج ۲، صفحہ ۳۰۵-۳۰۶، کشف الخفاء (باقی حاشیہ صفحہ ۶۱ پر)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتب کی اِس طویل فہرست سے ہی اِس حدیث کی مقبولیت وشہرت کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ یہ حدیث متعدد طرق سے وارد ہوئی ہے۔ عموماً اس کو حضرات ابوسعید الخدری، ابوامامہ الباھلی، ابوہریرہ ، عبداللہ بن عمر، ثوبان اور انس رضی اللہ عنہم سے مرفوعاً مروی ہونا بیان کیا جاتا ہے۔ انشاء اللہ ذیل میں اِس حدیث کے تمام طرق پر سیر حاصل ناقدانہ بحث پیش کی جائے گی۔

ا۔ حضرت ابوسعید الخدریؓ کی مرفوع حدیث کا جائزہ

یہ حدیث بطریق عمرو بن قیس عن عطیہ عن أبی سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ مروی ہے۔ اِس طریق کی تخریج حسن بن عرفہؒ نے اپنی "الجزء" میں، امام بخاریؒ نے "التاریخ الکبیر" میں، امام ترمذیؒ نے اپنی "الجامع" میں، امام عقیلیؒ نے "الضعفاء الکبیر" میں، خطیب بغدادیؒ نے "تاریخ بغداد" میں، ابونعیم اصبہانیؒ نے حلیۃ الأولیاء" میں، امام ابن الجوزیؒ نے "صفۃ الصفوۃ" میں، سلمیؒ نے "طبقات الصوفیہ" میں، ابوالشیخ عسکریؒ نے "الأمثال" میں، ابن جریرؒ نے اپنی "تفسیر قرآن" میں، مالینیؒ نے "اربعین الصوفیہ" میں، ابن مردویہؒ نے اپنی "تفسیر" میں اور ابن السنیؒ وغیرہ نے کی ہے۔ علامہ سخاویؒ نے "المقاصد الحسنۃ" میں، علامہ شیبانیؒ نے تمیز الطیب" میں، علامہ شوکانیؒ نے "الفوائد المجموعۃ" میں، علامہ مبارکپوریؒ نے "تحفۃ الأحوذی" میں، علامہ عجلونیؒ الجراحی نے "کشف الخفاء" میں اور علامہ ابن کثیرؒ نے اپنی "تفسیر" میں بھی اِس حدیث کو وارد کیا ہے[۱]۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۹ کا) ومزیل الالباس للعجلونیؒ ج ۱، صفحہ ۴۲، الفوائد المجموعۃ للشوکانیؒ، صفحہ ۲۴۲-۲۴۴، الفرقان بین اولیاء الرحمن واولیاء الشیطان لابن تیمیہؒ، صفحہ ۹۶، طبع ریاض، قواعد التحدیث من فنون مصطلح الحدیث لجمال الدین قاسمیؒ، صفحہ ۱۶۵، فہرس الأحادیث الصحیحۃ دراختتام، الضعفاء الکبیر للعقیلیؒ مرتبہ د۔ عبدالمعطی امین قلعجی ج ۴، صفحہ ۵۰۱، سلسلۃ الأحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ للألبانی ج ۴، صفحہ ۲۹۹-۳۰۲، سلسلۃ الأحادیث الصحیحۃ للألبانی ج ۴، صفحہ ۲۶۸۔

[۱] الجزء لحسن بن عرفہؒ بعدم تقید الصفحات، التاریخ الکبیر للبخاریؒ ج ۴، صفحہ ۳۵۴، جامع الترمذیؒ مع تحفۃ الاحوذی ج ۴، الضعفاء الکبیر للعقیلیؒ، ج ۴، صفحہ ۱۲۹، تاریخ بغداد للخطیبؒ ج ۷، (باقی حاشیہ صفحہ ۶۱ پر)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مگر اس طریق میں تمام فساد کی جڑ تابعی "عطیۃ بن سعد بن جنادۃ العوفی الجدلی ابو الحسن الکوفی" ہے، جس کو امام نسائیؒ نے "ضعیف" کہا ہے۔

ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں:

"صدوق لیکن کثیر الخطاء ہے، اس میں شیعیت ہے اور وہ مدلس بھی ہے۔"

امام ذہبیؒ فرماتے ہیں:

"مشہور ضعیف تابعی ہے۔"

ابو حاتمؒ فرماتے ہیں:

"اس کی حدیث لکھی جاتی ہے لیکن وہ ضعیف ہے۔"

سالم المرادیؒ کا قول ہے، "وہ تشیع کرتا تھا۔"

ابن معینؒ اسے صالح بتاتے ہیں۔

امام احمدؒ کا قول ہے، کہ ضعیف الحدیث ہے۔

ہشیمؒ عطیہ پر کلام کیا کرتے تھے۔

امام احمدؒ یہ بھی فرماتے ہیں کہ:

"مجھے یہ خبر ملی ہے کہ عطیہ کلبی کے پاس آتا تھا اور اس سے تفسیر میں روایات بیان کیا کرتا تھا۔ اس نے کلبی کی کنیت از خود ابو سعید رکھ لی تھی چنانچہ جب کبھی وہ کلبی سے روایت کرتا تو یوں کہتا: قَالَ اَبُوْ سَعِيْدٍ (امام ذہبیؒ بیان کرتے ہیں) تاکہ لوگ اس وہم میں مبتلا ہو جائیں کہ ابو سعید سے مراد ابو سعید الخدریؒ ہیں حالانکہ اس کے راوی وہ نہیں ہوتے۔"

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۰ کا) صفحہ ۲۴۲، حلیۃ الأولیاء لأبی نعیمؒ ج۱، صفحہ ۲۸۱، صفۃ الصفوۃ، لابن الجوزیؒ ج۲، صفحہ ۱۲۶، الطبقات الصوفیہ للسلمیؒ صفحہ ۱۵۶، "الأمثال" لأبی الشیخؒ، صفحہ ۱۲۷، التفسیر لابن جریرؒ ج۱۴ صفحہ ۳۱، اربعین الصوفیہ للمالینیؒ ج۳، صفحہ ۱، المقاصد الحسنۃ للسخاویؒ صفحہ ۱۹، تمیز الطیب للشیبانیؒ صفحہ ۱۳، الفوائد المجموعۃ للشوکانیؒ، صفحہ ۲۴۳، تحفۃ الأحوذی للمبارکفوریؒ ج۴، صفحہ ۱۳۳، کشف الخفاء للعجلونیؒ، ج۱، صفحہ ۴۲، "التفسیر" لابن کثیرؒ، پ۱۴، ج۲۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام نسائیؒ اور ائمہ کی ایک جماعت نے اس کی تضعیف کی ہے۔

امام عقیلیؒ فرماتے ہیں کہ:

"امام ثوریؒ نے بیان کیا کہ میں نے کلبی کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ عطیہ نے میری کنیت ابو سعید رکھ لی ہے۔"

امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ:

"سفیان الثوریؒ عطیہ کی حدیث کی تضعیف کیا کرتے تھے"

یحییٰ بن معینؒ بھی عطیہ کو ضعیف بتایا کرتے تھے"

علامہ ہیثمیؒ بیان کرتے ہیں:

"ضعیف ہے لیکن اس کی توثیق کی گئی ہے۔"

ابن معینؒ نے اس کی توثیق کی ہے لیکن امام احمدؒ اور ایک جماعت نے اسکو ضعیف بتایا ہے، ضعیف ہے، اور اس کی لچک کے ساتھ توثیق کی گئی ہے۔"

امام ابن حبانؒ نے بھی عطیہ کا کلبی کی کنیت ابُوسعید مقرر کر کے "وَقَالَ اَبُو سَعِیْدٍ" کے ساتھ اس سے روایت کرنا بیان کیا ہے۔ اور پھر فرماتے ہیں:

"پس اس کے ساتھ احتجاج اور اس کی حدیث لکھنا جائز نہیں ہے، اِلَّا عَلٰی جِهَةِ التَّعَجُّبِ"

عطیہ العوفی کے تفصیلی ترجمے کے لئے ملاحظ فرمائیں:

(الضعفاء والمتروکون للنسائیؒ تاریخ یحییٰ بن معینؒ، التاریخ الکبیر للبخاریؒ، الضعفاء الکبیر للعقیلیؒ، الجرح والتعدیل لابن أبی حاتمؒ، کتاب المجروحین لابن حبانؒ الکامل فی الضعفاء لابن عدیؒ، میزان الاعتدال للذہبیؒ، دول الاسلام للذہبیؒ، تہذیب التہذیب لابن حجرؒ، تقریب التہذیب لابن حجرؒ، تعریف اہل التقدیس لابن حجرؒ، المجموعۃ فی الضعفاء والمتروکین للسیروان، الطبقات الکبریٰ، سلسلۃ الأحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ للألبانی، سلسلۃ الأحادیث الصحیحۃ للألبانی، معرفۃ الثقات للعجلیؒ، مجمع الزوائد للہیثمیؒ فہارس مجمع الزوائد للبسیونی الزغلول اور تحفۃ الأحوذی للمبارکفوریؒ وغیرہ[1]

[1] الضعفاء والمتروکون للنسائی ترجمہ ۴۸۱، تاریخ یحییٰ بن معینؒ، ج ۲، صفحہ ۴۰۷، (باقی حاشیہ صفحہ پر)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ اس روایت میں فساد کی اصل جڑ عطیہ العوفی ہے، ایسا محض اس لئے نہیں کہا گیا کہ وہ "ضعیف" ہے یا اس میں "شیعیت" موجود ہے بلکہ وہ ان عیوب کے ساتھ "مدلس" بھی ہے اور اس کی تدلیس کی نوعیت انتہائی خطرناک ہے جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے کہ ائمۃ الجرح والتعدیل کے نزدیک اس نے از خود کلبی کی کنیت ابوسعید مقرر کر لی تھی اور اسی کنیت کے ساتھ وہ مشہور زمانہ کذاب "کلبی" سے روایات سن کر انہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مرسلاً بیان کر دیتا تھا، جس سے اکثر لوگوں کو یہ گمان پیدا ہو جاتا تھا کہ وہ صحابئ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت "ابو سعید الخدری" رضی اللہ عنہ سے روایت کر رہا ہے حالانکہ وہاں "ابوسعید" سے مراد کلبی ہوتا تھا۔ اس روایت کی بدقسمتی بھی یہی ہے کہ اس کو "عطیہ العوفی" نے قرآن کی آیت "اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِیْنَ" کی تفسیر میں "ابوسعید" سے روایت کیا ہے۔ بعض لوگوں کو یہاں بھی "ابوسعید" سے وہم ہوا ہے کہ یہ صحابئ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت "ابوسعید الخدریؓ" ہیں حالانکہ یہاں بھی اس سے عطیہ کی مراد کذاب کلبی ہی ہے۔

چنانچہ امام سیوطیؒ، امام ابن الجوزیؒ، امام ذہبیؒ، علامہ شوکانیؒ، علامہ سخاویؒ، علامہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۲ کا) التاریخ الکبیر للبخاریؒ ج ۷، صفحہ ۸، الضعفاء الکبیر للعقیلیؒ ج ۳، صفحہ ۳۵۹، الجرح والتعدیل" لابن ابی حاتمؒ، ج ۶، صفحہ ۳۸۲، کتاب المجروحین لابن حبانؒ ج ۲، صفحہ ۱۷۶، الکامل فی الضعفاء لابن عدیؒ ج ۵، ترجمہ ۲۰۰۷، میزان الاعتدال للذہبیؒ ج ۳، صفحہ ۷۹، تہذیب التہذیب لابن حجرؒ ج ۷، صفحہ ۲۲۴، تقریب التہذیب لابن حجرؒ ج ۲، صفحہ ۲۴، الجموع فی الضعفاء والمتروکین للسیروان صفحہ ۱۸۵۔ ۱۸۶، سلسلۃ الأحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ للألبانی ج ۴، صفحہ ۲۹۹۔۳۵۲، ج ۲، صفحہ ۱۵، صفحہ ۲۹۱، ج ۱ صفحہ ۳۵، ۲۱۶، ۲۷۹، ج ۳ صفحہ ۴۵، ۴۶، ۲۹۸، ۶۵۸، سلسلۃ الأحادیث الصحیحۃ للألبانی ج ۱ صفحہ ۶۔۸، ج ۲ صفحہ ۶۷۳، ج ۴ صفحہ ۱۱۹، ۱۳۹، ۲۲۱، ۳۱۵، ۳۳۵، مجمع الزوائد للہیثمیؒ ج ۴ صفحہ ۵۹، ج ۹، صفحہ ۱۰۹، ج ۱۰ صفحہ ۳۳۱، فہارس مجمع الزوائد للزغلول ج ۳ صفحہ ۳۴۸، تحفۃ الأحوذی للمبارکفوریؒ، ج ۱ صفحہ ۳۴۷، ج ۳ صفحہ ۲۱۰، ج ۴ صفحہ ۶۰، معرفۃ الثقات للعجلیؒ ج ۲ صفحہ ۱۴۰، تعریف اہل التقدیس لابن حجرؒ صفحہ ۱۳۰، دول الاسلام للذہبی صفحہ ۲۷، الطبقات الکبریٰ ج ۶، صفحہ ۲۱۲۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محمد اسمٰعیل عجلونیؒ، اور علامہ ابنِ حجر عسقلانیؒ وغیرہ نے اس طریق کو بیان کرتے وقت "ابو سعید الخدریؓ" کے بجائے فقط "ابوسعید" لکھنے پر ہی اکتفا کیا ہے[۵۸]

پس معلوم ہوا کہ:

۱۔ یہ روایت مرفوع نہیں بلکہ مرسل ہے۔ نیز،

۲۔ اس کی عدم صحت کے لئے اسے عطیہ العوفی کا روایت کرنا ہی کافی ہے۔

حسن بن عرفہؒ کے طریق میں عمرو بن قیس الملائی سے روایت کرنے والے راوی کا نام "محمد بن کثیر الکوفی القرشی" ہے۔ یہ شخص بھی انتہائی مجروح ہے، چنانچہ امام عقیلیؒ فرماتے ہیں:

"اس کی حدیث میں وہم ہوتا ہے"

امام احمدؒ نے اس کی حدیثیں جلا دی تھیں۔ اور اس سے راضی نہ تھے"

امام بخاریؒ کا قول ہے کہ:

"منکر الحدیث ہے"

یحییٰؒ کا قول ہے کہ:

"وہ شیعہ تھا لیکن اس میں کوئی حرج نہیں ہے"

امام ابنِ حبانؒ فرماتے ہیں:

"یہ ان اشخاص میں سے ایک تھا جو ثقات کی طرف سے اشیائے مقلوبات بیان کرنے میں منفرد تھے۔۔۔۔۔ اس کے ساتھ کسی بھی حال میں احتجاج درست نہیں"

امام ذہبیؒ فرماتے ہیں:

"ابن المدینیؒ کا قول ہے کہ، ہم نے اس سے عجائبات لکھی ہیں"

ابنِ عدیؒ فرماتے ہیں کہ:

---

۵۸ "الموضوعات لابن الجوزیؒ ج۳ صفحہ ۱۴۷، اللآلی المصنوعۃ للسیوطیؒ ج۲ صفحہ ۳۲۹-۳۳۰، میزان الاعتدال للذہبیؒ ج۴ صفحہ ...، المقاصد الحسنۃ للسخاویؒ صفحہ ۱۹، کشف الخفاء للعجلونیؒ ج۱ صفحہ ۴۲-۴۳، والفوائد المجموعۃ للشوکانیؒ صفحہ ۲۴۲-۲۴۳۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اِس کی حدیث کا ضعف واضح ہوتا ہے۔"

علامہ ھیثمیؒ فرماتے ہیں:

"امام احمدؒ، بخاریؒ اور ابنِ مدینیؒ وغیرہ نے اِس کی تضعیف کی ہے مگر ابنِ معینؒ نے اِس کی توثیق کی ہے۔"

ایک جگہ لکھتے ہیں:

"بہت زیادہ ضعیف ہے۔"

علامہ ابنِ حجرؒ فرماتے ہیں:

"ضعیف ہے۔"

علامہ بُرہان الدین حلبیؒ فرماتے ہیں:

"امام ابن الجوزیؒ نے حضرت علیؓ کے فضائل میں اِس سے ایک حدیث روایت کرنے کے بعد لکھا ہے کہ اِس میں محمد بن کثیرؒ ہے جو شیعہ تھا اور وضع احادیث کے لئے متہم ہے۔"

(محمد بن کثیر الکوفی کے تفصیلی ترجمہ کے لئے الضّعفاء الکبیر للعقیلیؒ، میزان الاعتدال للذہبیؒ، کتاب المجروحین لابن حبانؒ، التاریخ الکبیر للبخاریؒ، تاریخ یحیٰی بن معینؒ، تقریب التہذیب لابن حجرؒ، کشف الحثیث للحلبیؒ، "الجرح والتعدیل" لابن أبی حاتمؒ، تاریخ روایۃ الدوریؒ، الکامل فی الضّعفاء لابن عدیؒ، "الموضوعات" لابن الجوزیؒ، مجمع الزوائد للہیثمیؒ، فہارس مجمع الزوائد للزغلول اور سلسلۃ الأحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ للألبانی وغیرہ ملاحظہ فرمائیں[۱])

امام عقیلیؒ نے "الضّعفاء الکبیرؒ" میں اور امام ذہبیؒ نے "میزانُ الاعتدال فِی نقد

---

[۱] الضعفاء الکبیر للعقیلیؒ ج ۴ صفحہ ۱۲۹، میزان الاعتدال للذہبیؒ ج ۴ صفحہ ۱۷، کتاب المجروحین لابن حبانؒ ج ۲ صفحہ ۲۸۷، التاریخ الکبیر للبخاریؒ ج ۱ صفحہ ۲۱۷، تاریخ یحیٰی بن معینؒ ج ۲ صفحہ ۵۳۶، تقریب التہذیب لابن حجرؒ ج ۲ صفحہ ۲۰۳، کشف الحثیث للحلبیؒ صفحہ ۴۰۱، "الجرح والتعدیل" لابن أبی حاتمؒ ج ۸ صفحہ ۶۸، تاریخ روایۃ الدوریؒ ترجمہ ۲۳۳۲، "الکامل فی الضّعفاء" لابن عدیؒ ج ۳، صفحہ ۹۴، "الموضوعات" لابن الجوزیؒ ج ۱ صفحہ ۳۴۹، مجمع الزوائد للہیثمیؒ ج ۱ صفحہ ۱۳۸، ج ۳ صفحہ ۱۲۰، ج ۴ صفحہ ۱۸۹، ج ۵ صفحہ ۱۲۵، ج ۹ صفحہ ۱۳۳، فہارس مجمع الزوائد للزغلول ج ۳ صفحہ ۴۹۳، "سلسلۃ الأحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ" للألبانی ج ۲ صفحہ ۸۷۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الرجال میں اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد اسے محمد بن کثیر الکوفی القرشی کی منکرات میں سے شمار کیا ہے[۱]۔ امام ابن الجوزیؒ نے محمد بن کثیر کے اس طریق کو اپنی کتاب "الموضوعات" میں بیان کرنے کے بعد تحریر فرمایا ہے:

"ابوسعید کی حدیث میں محمد بن کثیرؒ کا عمرو کے ساتھ تفرد ہے"

امام احمدؒ فرماتے ہیں:

"ہم نے اس کی احادیث جلا ڈالی تھیں"

علی بن المدینیؒ کا قول ہے کہ:

"ہم نے اس سے عجائبات لکھیں اور اس کی بہت زیادہ تضعیف کی ہے[۲]"

علامہ ابن عراق الکنانیؒ "تنزیۃ الشریعۃ المرفوعۃ" میں اس حدیث کی نسبت لکھتے ہیں کہ:

"اس میں محمد بن کثیر بہت زیادہ ضعیف ہے[۳]"

اسی طرح امام جلال الدین سیوطیؒ نے بھی "اللآلی المصنوعۃ فی الأحادیث الموضوعۃ" میں اس طریق میں محمد بن کثیر کے تفرد اور ضعف کا تذکرہ کیا ہے لیکن آں رحمہ اللہ امام ابن الجوزیؒ پر تعقب کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"ابوسعید کی حدیث کی تخریج بخاریؒ نے اپنی تاریخ میں بطریق الفریابی حدثنا سفیان عن عمرو بن قیس بہ کی ہے اور ترمذیؒ نے بطریق احمد بن أبی الطیب حدثنا مصعب بن سلام عن عمرو بن قیس بہ کی ہے۔ ان دونوں طرق میں محمد بن کثیر کا تفرد نہیں ہے اور ابوحاتم فرماتے ہیں کہ 'مصعب محل صدق ہے'، ابن معینؒ نے اس کی توثیق کی ہے۔ ایک مرتبہ فرمایا کہ 'وہ شیعہ ہے'، لیکن اس میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ اس کی

---

[۱] الضعفاء الکبیر للعقیلیؒ ج ۴، صفحہ ۱۲۹ و میزان الاعتدال للذہبیؒ ج ۴ صفحہ ۱۷۔

[۲] "الموضوعات" لابن الجوزیؒ ج ۳ صفحہ ۱۴۷۔

[۳] تنزیۃ الشریعۃ المرفوعۃ لابن عراقؒ ج ۲ صفحہ ۳۰۵۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

متابعت پائی جاتی ہے۔ ابن مردویہؒ نے اپنی تفسیر میں محمد بن مروان عن عمرو بن قیس بہ کے طریق سے اس کی تخریج کی ہے۔ اور عمرو بن قیس عطیہ سے روایت کرنے میں متابعت رکھتا ہے۔ ابونعیمؒ نے اس کی تخریج اپنی کتاب الطب میں بطریق جعفر بن محمد بن الحسین الخزاز الکوفی حدثنا ابی حدثنا الحسن بن ابی جعفر حدثنا یحییٰ بن الحسین عن ابی لیلی عن عطیہ عن ابی سعید بہ کی ہے[۵]"

"اللآلی المصنوعة" میں مذکور اس تعقب کو علامہ ابن عراق الکنانیؒ نے بھی "تنزیہ الشریعة المرفوعة" میں نقل کیا ہے[۶]

لیکن امام سیوطیؒ شاید اپنے جوشِ تعقب میں یہ بھول گئے ہیں کہ ان کے بیان کردہ ہر طریق (جو محمد بن کثیر کے تفرد سے پاک ہیں) میں فساد کی اصل جڑ "عطیہ العوفی" ضرور موجود ہے اور وہ "ابوسعید الخدریؓ" سے نہیں بلکہ "ابوسعید الکلبی" سے اس حدیث کی روایت کرتا ہے۔ جہاں تک ترمذیؒ کے طریق میں "مصعب بن سلام" کی توثیق کا تعلق ہے تو راوی مصعب بن سلام التیمی الکوفی تنزیل بغداد کی نسبت امام ذہبیؒ فرماتے ہیں:

"علی بن المدینیؒ نے اسے ضعیف بتایا ہے۔ جبکہ ابوحاتمؒ اسے محل صدق قرار دیتے ہیں۔ اس کی نسبت ابن معینؒ کے دو اقوال مشہور ہیں۔"

ابن حبانؒ فرماتے ہیں کہ:

"کثیر الغلط ہے لہٰذا اس کے ساتھ کوئی حجت نہیں ہے۔"

امام ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں:

"صدوق ہے لیکن اس کو وہم رہتا ہے۔"

(تفصیلی ترجمہ کے لئے معرفة الثقات للعجلیؒ، تقریب التہذیب لابن حجرؒ، تہذیب التہذیب

۵؎ اللآلی المصنوعة للسیوطیؒ ج ۲ صفحہ ۳۲۹۔ ۳۳۰۔

۶؎ تنزیہ الشریعة المرفوعة لابن عراقؒ ج ۲ صفحہ ۳۰۵۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

التہذیب لابن حجرؒ، تاریخ بغداد للخطیب کتاب المجروحین لابن حبانؒ، میزان الاعتدال للذہبیؒ، الضعفاء الکبیر للعقیلیؒ، التاریخ الکبیر للبخاریؒ اور تحفۃ الأحوذی للمبارکفوریؒ وغیرہ ملاحظہ فرمائیں)[۵۱]۔

ترمذیؒ کے اِس طریق میں ایک دوسرا راوی احمد بن أبی الطیب البغدادی ابوسلیمان المروزی ہے جو مصعب بن سلام سے روایت کرتا ہے۔ مگر وہ بقولِ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ "صدوق حافظ تو ہے مگر اس سے اغلاط بھی مروی ہیں۔ جس کی وجہ سے ابو حاتمؒ نے اس کی تضعیف کی ہے صحیح بخاریؒ میں اس سے مروی صرف ایک حدیث بصورتِ متابعت موجود ہے"

امام ذہبیؒ فرماتے ہیں:

"اس کی توثیق کی گئی ہے، صرف ابو حاتمؒ نے اس کی تضعیف کی ہے"

اور ابوزرعہؒ کا قول ہے کہ:

"وہ محلِ صدق ہے"

(تفصیلی ترجمہ کے لئے تقریبُ التہذیب لابن حجرؒ، تہذیبُ التہذیب لابن حجرؒ، معرفۃ الرواۃ للذہبیؒ "الکاشف فی معرفۃ من لہ روایۃ فی الکتب الستۃ للذہبیؒ، میزان الاعتدال للذہبیؒ، تحفۃ الأحوذی للمبارکفوریؒ اور "ھدی" وغیرہ ملاحظہ فرمائیں[۵۲])

پیشِ نظر سند کے مندرجہ بالا ان دونوں راویوں کے متعلق کتبُ الجرح والتعدیل میں اگرچہ کوئی سخت جرح مذکور نہیں ہے لیکن چونکہ وہ واہمہ اور کثرت سے مغالطہ کا شکار

---

۵۱ معرفۃ الثقات للعجلیؒ ج ۲ صفحہ ۲۸۰، تقریب التہذیب لابن حجرؒ ج ۲ صفحہ ۲۵۱، تہذیب التہذیب لابن حجرؒ ج ۱۰ صفحہ ۱۶۱، تاریخ بغداد للخطیبؒ ج ۱۳ صفحہ ۱۰۹، "کتاب المجروحین" لابن حبانؒ ج ۳ صفحہ ۲۸، میزان الاعتدال للذہبیؒ ج ۴ صفحہ ۱۲۰، الضعفاء الکبیر للعقیلیؒ ج ۴ صفحہ ۱۹۵، التاریخ الکبیر للبخاریؒ ج ۷ صفحہ ۳۵۴، تحفۃ الأحوذی للمبارکفوریؒ ج ۴ صفحہ ۱۳۲۔

۵۲ تقریب التہذیب لابن حجرؒ ج ۱ صفحہ ۱۷، میزان الاعتدال للذہبیؒ ج ۱ صفحہ ۱۰۲، معرفۃ الرواۃ للذہبیؒ صفحہ ۵۸، تہذیبُ التہذیب لابن حجرؒ ج ۱ صفحہ ۴۵ "الکاشف فی معرفۃ من لہ روایۃ فی الکتب الستۃ" للذہبیؒ ج ۱ صفحہ ۶۰، تحفۃ الأحوذی للمبارکفوریؒ ج ۴ صفحہ ۱۳۲ و "ھدی" ج ۲ صفحہ ۱۱۳۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہتے ہیں لہٰذا باوجود صدوق ہونے کے ان کو بصورتِ متابعت زیادہ سے زیادہ "حسن الحدیث" کہا جاسکتا ہے

شیخ ابوالفضل الغماری نے "کنز الثمین[51]" میں اور علامہ محمد جمال الدین قاسمی نے "قواعد التحدیث[52]" وغیرہ میں بھی اس کی صحت بیان کی ہے مگر اس سلسلہ میں یقیناً اس سے خطاء سرزد ہوئی ہے۔ افسوس تو امام ابنِ تیمیہ جیسے محققِ وقت پر ہوتا ہے کہ جنہوں نے اس حدیث کو مومنین کی توصیف میں نقل کرتے ہوئے فرمایا ہے:

"۔۔۔۔۔ پس یہ لوگ مومنوں میں سے ہیں کہ جن کے لئے ایک حدیث جسے ترمذی نے ابوسعید الخدری عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم روایت کیا ہے، میں آیا ہے، اتَّقُوْا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّهٗ يَنْظُرُ بِنُوْرِ اللهِ[53]"

امام ترمذی فرماتے ہیں کہ:

"یہ حدیث حسن[54] ہے"

حالانکہ امام ترمذی نے اس حدیث کو "حسن" کے بجائے "غریب" قرار دیا ہے، چنانچہ فرماتے ہیں:

"هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ[55]"

امام عقیلی نے اس حدیث کو عمرو بن قیس الملائی کے ایک دوسرے طریق سے بھی "قَالَ كَانَ يُقَالُ : فَذَكَرَهٗ" کے ساتھ روایت کیا ہے جو اس طرح ہے:

"حدثنا یحیی بن عثمان بن صالح حدثنا حرملة بن یحیی حدثنا ابن وھب حدثنا سفیان عن عمرو بن قیس الملائی، قَالَ كَانَ يُقَالُ اتَّقُوْا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ الخ"

---

[51] کنز الثمین لابی الفضل الغماری حدیث ۵۵۔

[52] قواعد التحدیث من فنون مصطلح الحدیث للقاسمی ۱۶۵۔

[53] الفرقان بین أولیاء الرحمٰن وأولیاء الشیطان لابن تیمیہ صفحہ ۹۶۔

[54] جامع الترمذی مع تحفۃ الأحوذی ج ۴ صفحہ ۱۳۲۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس طریق کے متعلق خود امام عقیلیؒ فرماتے ہیں:

"وَهٰذَا أَوْلَى[1]"

اور خطیب بغدادیؒ امام عقیلیؒ سے نقل فرماتے ہیں:

"هُوَ الصَّوَابُ وَالْأَوَّلُ وَهْمٌ[2]"

اس حدیث کو امام ذہبیؒ نے محمد بن کثیر الکوفی القرشی کے ترجمہ میں اس کی مناکیر بیان کرتے ہوئے آگے ذکر کیا ہے[3]، امام ابن الجوزیؒ نے اسے اپنی کتاب "الموضوعات" میں وارد کیا ہے[4] مگر اس پر کوئی کلام نہیں کیا، علامہ سخاویؒ اور علامہ سیوطیؒ نے اس روایت کے متعلق خطیبؒ کا قول نقل کیا ہے کہ:

"یہ طریق محفوظ ہے[5]"

علامہ ابن عراق الکنانیؒ نے بھی اس طریق کو "محفوظ" قرار دیا ہے[6]۔

۲۔ حضرت ابو امامہؓ الباہلی کی مرفوع حدیث کا جائزہ:

یہ حدیث بطریق بکر بن سہل، حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنِي مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ رَاشِدِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٖ مروی ہے۔ اس کی تخریج طبرانی، ہروی اور صوفی حکیم ترمذی نے اپنی "النوادر" وغیرہ میں کی ہے۔ طبرانیؒ سے ابن عدیؒ نے "الکامل فی الضعفاء" میں، خطیب بغدادیؒ نے اپنی "تاریخ" میں، ابونعیمؒ نے "حلیۃ الأولیاء" میں، عبدالرحمٰن بن نصر الدمشقیؒ نے "الفوائد" میں، حافظ ضیاء المقدسیؒ نے المنتقی

---

[1] الضعفاء الکبیر للعقیلیؒ ج ۴ صفحہ ۱۲۹۔

[2] تاریخ بغداد للخطیبؒ ج ۳ صفحہ ۹۱۔

[3] میزان الاعتدال للذہبیؒ ج ۴ صفحہ ۱۷۔

[4] "الموضوعات" لابن الجوزیؒ ج ۳ صفحہ ۱۴۸۔

[5] المقاصد الحسنۃ للسخاویؒ صفحہ ۱۹، اللآلی المصنوعۃ للسیوطیؒ ج ۲، صفحہ ۳۳۰۔

[6] تنزیہ الشریعۃ المرفوعۃ لابن عراقؒ ج ۲ صفحہ ۳۰۵-۳۰۶۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

من مسموعات بمرو" میں اور حافظ ابن عبدالبرؒ نے "جامع العلم" وغیرہ میں اس کو روایت کیا ہے۔ علامہ سخاویؒ نے "المقاصد الحسنۃ" میں، علامہ مبارکپوریؒ نے "تحفۃ الأحوذی" میں، علامہ ہیثمیؒ نے "مجمع الزوائد" میں، علامہ زرکشیؒ نے "التذکرۃ فی الأحادیث المشتہرۃ" میں، علامہ شوکانیؒ نے "الفوائد المجموعۃ" میں اور علامہ عجلونیؒ نے "کشف الخفاء" وغیرہ میں اس کو وارد کیا ہے[1]۔

اس حدیث کے متعلق علامہ زرکشیؒ طبرانیؒ سے نقل فرماتے ہیں:

"اس حدیث کو اس سند کے سوا اور کسی مرفوع کے ساتھ روایت نہیں کیا گیا ہے۔ اس میں معاویہ بن صالح کا تفرد ہے[2]۔"

اسی طرح ابن عدیؒ فرماتے ہیں:

"مجھے علم نہیں کہ اس حدیث کو کسی نے راشد بن سعد سے بغیر معاویہ کے روایت کیا ہو اور اس سے ابو صالح روایت کرتا ہے جو میرے نزدیک مستقیم الحدیث ہے بجز اس کے کہ اس کی احادیث کی اسانید اور متون میں اغلاط واقع ہوتی رہیں لیکن کسی نے اس پر کذب کا نہیں لگایا ہے[3]۔"

اس حدیث کو امام ابن الجوزیؒ نے بھی اپنی "الموضوعات" میں وارد کیا ہے اور فرماتے ہیں:

"ابوامامہ کی حدیث میں عبداللہ بن صالح یعنی کاتب اللیث ہے۔"

---

[1] الکامل فی الضعفاء لابن عدیؒ ج۱ صفحہ ۲۲۰، تاریخ بغداد للخطیبؒ ج۵ صفحہ ۹۹، حلیۃ الأولیاء لأبی نعیمؒ ج۶ صفحہ ۱۱۸، "الفوائد للدمشقیؒ" ج۲ صفحہ ۲۲۹، "المنتقی من مسموعات بمرو" للمقدسیؒ ج۲ صفحہ ۳۳۔۱۲۷، جامع العلم لابن عبدالبرؒ ج۱ صفحہ ۱۹۶، المقاصد الحسنۃ للسخاویؒ صفحہ ۱۹، تحفۃ الأحوذی للمبارکفوریؒ ج۴ صفحہ ۱۳۳، مجمع الزوائد ومنبع الفوائد للہیثمیؒ ج۱۰ صفحہ ۲۶۸، "التذکرۃ فی الأحادیث المشتہرۃ للزرکشیؒ" صفحہ ۱۸۱۔۱۸۲، الفوائد المجموعۃ للشوکانیؒ صفحہ ۲۴۳، کشف الخفاء ومزیل الألباس عما اشتہر من الحدیث علی ألسنۃ الناس للعجلونیؒ ج۱ صفحہ ۴۲۔

[2] التذکرۃ فی الأحادیث المشتہرۃ للزرکشیؒ صفحہ ۱۸۱۔۱۸۲۔

[3] الکامل فی الضعفاء لابن عدیؒ ج۱ صفحہ ۲۲۰۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ:

"وہ کچھ بھی نہیں ہے۔"

ابن حبانؒ کا قول ہے کہ:

"ثقات کی طرف سے ایسی احادیث روایت کرتا ہے جو اثبات کی حدیث میں سے نہیں ہوتیں[۵۱]"

لیکن علامہ جلال الدین سیوطیؒ اس حدیث کو "اللآلی المصنوعة فی الأحادیث الموضوعة" میں وارد کرنے کے بعد امام ابن الجوزیؒ پر تعقب کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"ابوامامہ کی حدیث میں تفرد ہونے کے باوجود وہ حسن کی شرط پر ہے اور اس کے راوی عبداللہ بن صالح میں کوئی حرج نہیں ہے[۵۲]"

علامہ ابن عراق الکنانیؒ نے بھی "تنزیة الشریعة المرفوعة" میں علامہ سیوطیؒ کے تعقب سے اپنی موافقت ظاہر کی ہے[۵۳]

علامہ ہیثمیؒ نے بھی اس حدیث کی اسناد کو "حسن" بتایا ہے[۵۴]

لیکن میرے نزدیک واقعہ یہ ہے کہ اس حدیث کا "حسن" کی شرط پر ہونے کا دعویٰ قطعی باطل ہے۔ اس کے "ضعف" کی کئی علتیں ہیں مثلاً:

۱۔ بکر بن سہل الدمیاطی کا عبداللہ بن صالح کاتب اللیث سے ساتھ تفرد۔

۲۔ بکر بن سہل کا ضعیف ہونا، اور

۳۔ عبداللہ بن صالح کاتب اللیث کا کثیر الغلط اور مغفل ہونا۔

بکر بن سہل الدمیاطی ابومحمد کے متعلق امام ذہبیؒ فرماتے ہیں:

"امام نسائیؒ کا قول ہے کہ، ضعیف ہے۔"

علامہ ہیثمیؒ اور علامہ شیخ محمد ناصرالدین الألبانی حفظہ اللہ نے بھی بکر بن سہل کے

---

۵۱ الموضوعات لابن الجوزیؒ ج ۳ صفحہ ۱۴۷۔

۵۲ اللآلی المصنوعة للسیوطیؒ ج ۲ صفحہ ۳۳۰۔

۵۳ تنزیة الشریعة المرفوعة لابن عراقؒ ج ۲ صفحہ ۳۰۶۔

۵۴ مجمع الزوائد للهیثمیؒ ج ۱۰ صفحہ ۲۶۸۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"ضعف" کی طرف اشارہ کیا ہے۔

(تفصیلی ترجمہ کے لئے میزان الاعتدال للذہبیؒ، مجمع الزوائد للہیثمیؒ، فہارس مجمع الزوائد للزغلول اور سلسلۃ الأحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ للألبانی[1] وغیرہ کی طرف رجوع فرمائیں)۔

اس سند کا دوسرا مجروح راوی عبداللہ بن صالح ابو صالح صاحب اللیث ہے جس کی نسبت امام ذہبیؒ فرماتے ہیں:

"وہ صاحب حدیث وعلم ہے۔ لیکن اسے پاس مناکیر ہیں"

عبدالملک بن شعیبؒ کا قول ہے کہ:

"ثقہ مامون ہے"

امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ:

"پہلے وہ حدیث کو سختی کے ساتھ پکڑنے والا تھا لیکن اپنی آخری عمر میں فساد کا شکار ہوگیا تھا"

ابوحاتمؒ کا قول ہے کہ:

"صدوق ہے"

ابوزرعہؒ کا قول ہے کہ:

"میرے نزدیک کسی نے اس پر کذب بیانی کا اعتماد نہیں کیا ہے، پس وہ حسن الحدیث ہے"

احمد بن صالحؒ فرماتے ہیں:

"مِنْهُمْ اور لَا شَيْئٌ یعنی ہیچ ہے"

صالح جزرہ کا قول ہے کہ:

"ابن معینؒ اس کی توثیق کرتے تھے۔ لیکن میرے نزدیک وہ حدیث

---

[1] میزان الاعتدال للذہبیؒ ج ۱ صفحہ ۳۴۵، مجمع الزوائد ومنبع الفوائد للہیثمیؒ ج ۴ صفحہ ۱۰۰۔ ۲۹۹، ج ۵ صفحہ ۴۶، ج ۱۰ صفحہ ۴۴، ۳۵۴، ۳۸۶، فہارس مجمع الزوائد للزغلول ج ۲ صفحہ ۲۵۹، سلسلۃ الأحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ للألبانی ج ۴ صفحہ ۳۳، ۱۲۷۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں کذب سے کام لیتا ہے۔"

امام نسائیؒ نے فرمایا کہ:

"ثقہ نہیں ہے۔"

ابن المدینیؒ فرماتے ہیں کہ:

"میں اس سے کوئی بھی روایت نہیں لیتا۔"

ابنِ حبانؒ فرماتے ہیں کہ:

"فی نفسہ صدوق ہے۔ اس کی جن احادیث میں مناکیر ہوتی ہیں وہ اس کے پڑوسی کی طرف سے ہوتی ہیں (جو اس سے مخاصمت کی بنا پر اس کے خط میں جھوٹی احادیث لکھ کر اس کے گھر میں ڈال دیا کرتا تھا۔ لیکن ابو صالح اس میں تمیز نہ کر پاتا تھا)۔"

ابنِ عدیؒ کا قول ہے کہ:

"میرے نزدیک وہ مستقیم الحدیث ہے اگرچہ اس کی اسانید اور متون میں غلط چیزیں واقع ہیں۔"

امام ذہبیؒ فرماتے ہیں:

"امام بخاریؒ نے اس سے صحیح میں روایت لی ہے لیکن وہ تدلیس کرتا ہے۔"

امام نسائیؒ نے اس کو اپنی کتاب "الضعفاء والمتروکون" میں وارد کیا ہے اور فرماتے ہیں کہ:

"وہ ثقہ نہیں ہے۔"

امام ابنِ حبانؒ کتاب "المجروحین" میں اس کی نسبت فرماتے ہیں:

"بہت زیادہ منکر الحدیث ہے۔ اثبات سے ایسی چیزیں روایت کرتا ہے جو ثقات کی حدیث کے مشابہ نہیں ہوتیں۔ اس کے پاس کثرت کے ساتھ ایسی مناکیر ہیں جنہیں وہ ائمہ مشاہیر کی ایک قوم کے ساتھ روایت کرتا ہے۔ وہ فی نفسہ صدوق ہے۔"

علامہ ہیثمیؒ فرماتے ہیں:

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"ایک جماعت نے اِس کی توثیق کی ہے جبکہ دوسروں نے اسکی تضعیف کی ہے۔"

ایک مقام پر لکھتے ہیں:

"جمہور نے اِس کی تضعیف کی ہے حالانکہ عبدالملک بن شعیبؒ نے اسے ثقہ مامون بتایا ہے۔"

اور حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں:

"صدوق مگر کثیر الغلط ہیں جیساکہ اِس کی کتاب سے ثابت ہے ..... اور اِس میں غفلت بھی موجود ہے۔"

(عبداللہ بن صَالح ابو صَالح صاحب اللیث کے تفصیلی ترجمہ کے لیئے "الضعفاء وَالمتروکون" لِلنسائیؒ، التاریخ الکبیر للبخاریؒ، الضعفاء الکبیرؒ للعقیلیؒ، "الجرح والتعدیل" لابن أبی حاتمؒ، کتاب المجروحین لابن حبانؒ، الکامل فِی الضعفاء لابن عدیؒ، میزان الاعتدال للذہبیؒ، تہذیب التہذیب لابن حجرؒ، المجموع فِی الضعفاء والمتروکین للسیروان، مجمع الزوائد للہیثمیؒ، فہارس مجمع الزوائد للزغلول، تحفۃ الأحوذی للمبارکفوریؒ، سلسلۃ الأحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ لِلألبانی اور سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ لِلألبانی وغیرہ کی طرف رجوع فرمائیں[۱])

جب معلوم ہو چکا کہ عبداللہ بن صَالح ابو صَالح صاحب اللیث حدیث کی اسانید اور متون میں کثرت کے ساتھ غلطیاں کرتا ہے، اِس میں غفلت بھی موجود ہے جو کسی معمولی

---

[۱] الضعفاء والمتروکون للنسائیؒ صفحہ ۳۳۴، التاریخ الکبیر للبخاریؒ ج ۵ صفحہ ۱۲۱، الضعفاء الکبیر للعقیلیؒ ج ۲ صفحہ ۲۶۷، الجرح والتعدیل لابنِ حاتمؒ ج ۵ صفحہ ۸۶، کتاب المجروحین لابنِ حبانؒ ج ۲ صفحہ ۴۰، الکامل فِی الضعفاء لابنِ عدیؒ ج ۴ صفحہ ۱۵۲۲، میزان الاعتدال للذہبیؒ ج ۲ صفحہ ۴۴۰، تہذیب التہذیب لابنِ حجرؒ ج ۵ صفحہ ۲۵۸، المجموع فِی الضعفاء والمتروکین للسیروان صفحہ ۱۴۲، مجمع الزوائد للہیثمیؒ ج ۱ صفحہ ۶۲، ج ۲ صفحہ ۷، ج ۴ صفحہ ۲۳۴، ۱۵۳، ج ۵ صفحہ ۲۸۱، فہارس مجمع الزوائد للزغلول ج ۳ صفحہ ۳۳۲، تحفۃ الأحوذی للمبارکفوریؒ ج ۲ صفحہ ۱۵، سلسلۃ الأحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ لِلألبانی ج ۱ صفحہ ۲۲۸، ۲۹۲، ۳۷۵، ج ۲ صفحہ ۱۹۱، ۲۰۷، ج ۳ صفحہ ۸۱، ۸۶، ۱۰۹، ۱۴۰، ۲۳۲، ۳۷۵، ۴۱۶، ۴۲۸، ۵۹۸، ۶۵۱، ج ۴ صفحہ ۲۹۹، ۴۲۶، سلسلۃ الأحادیث الصحیحۃ للألبانی ج ۱ صفحہ ۶۶، ۷۴، ج ۲ صفحہ ۱۳۴، ۱۴۲، ۱۹۹، ۲۸۰، ۴۰۶، ۷۲۰، ج ۴ صفحہ ۱۰، ۳۰۵، ۳۲۲، ۳۷۵، ۴۶۵، ۶۴۷۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نوعیت کی نہیں ہے بلکہ وہ اپنی کتب میں احادیثِ معضلہ تک کو داخل کر دیتا ہے اور ان کی حقیقت کو نہیں پہچانتا۔ مزید اس سے مناکیر بھی مروی ہیں تو ایسی حالت میں اس راوی کے متعلق علامہ سیوطیؒ اور علامہ ابن عراق الکنانیؒ وغیرہ کا یہ کہنا کس طرح درست ہو سکتا ہے کہ:

"اس میں کوئی حرج نہیں ہے"

یا اسی طرح علامہ ہیثمیؒ، علامہ سیوطیؒ اور علامہ ابنِ عراقؒ وغیرہ کا یہ فرمانا کہ:

"یہ حدیث حسن کی شرط پر ہے"

(جاری ہے)

ابھی تک اس کی حسرت ہے

عبدالرحمٰن عاجز مالیرکوٹلوی

اگر صبر و قناعت ہے — تو راحت ہی راحت ہے
تکبر کا مآل اکثر — لڑائی ہے عداوت ہے
ہزاروں رنج جلوت کا — مداوا کنج خلوت ہے
خدا کے سامنے جھک جا — اسی میں تیری رفعت ہے
یہ تیرے دل کی بے چینی — گناہوں کی عقوبت ہے
ہمیشہ خندہ رو رہنا — شرافت کی علامت ہے
مال عشرت دنیا — سرِ محشر فضیحت ہے
دلوں کو فتح کر لینا — محبت کی کرامت ہے
نعیم خلد سے افضل — الٰہی تیری قربت ہے
مدینے میں جو دیکھا ہے — ابھی تک اس کی حسرت ہے

اجل ہے گھات میں تیرے
تو عاجزؔ محوِ غفلت ہے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ